

جو کہ بخشے گا تجھ کو فر فرورغ
کیا نہ دے گا مجھے مئے گلفام؟
جب کہ چودہ منازلِ فلکی
کر چکی قطع تیری تیزی گام
تیرے پر تو سے ہوں فروغ پذیر
کوے و مشکوے و صحن و منظر و بام
دیکھنا میرے ہاتھ میں لبریز
اپنی صورت کا اک بلوریں جام
پھر غزل کی روشنی پہ چل نکلا
تو سن طبع چاہتا تھا لگام

غزل

زہرِ غم کر چکا تھا میرا کام
تجھ کو کس نے کہا کہ ہو بدنام؟
مے ہی پھر کیوں نہ میں پیئے جاؤں
غم سے جب ہو گئی ہے زلیستِ جام
بوسہ کیسا؟ یہی غنیمت ہے
کہ نہ سمجھیں وہ لذتِ دشنام
کبھی میں جا بجائیں گے ناقوس
اب تو باندھا ہے دیر میں احرام
اس قدح کا ہے دورِ مجھ کو نقد
چرخ نے لی ہے جس سے گردشِ ام
بوسہ دینے میں ان کو ہے انکار
دل کے لینے میں جن کو ہے ابرام

چھڑتا ہوں کہ ان کو غصہ آئے

کیوں رکھوں ورنہ غالب اپنا نام